سوال

(37)حیات انبیاء علیہم السلام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیاانبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں،اگرزندہ ہیں توان کی زندگی کی حقیقت کتب شرع میں ہے یا نہیں، نیزحدیث ((الانبیاء احیاء فی قبورہم)) بیہقی کاکیامطلب ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہوناچاہیئے کہ سوال میں مذکورہ حدیث (الانبیاء احیاء) کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نےاپنے رسالہ بنام حیاۃ الانبیاء میں تین اسناد کے ساتھ مرفوعااورایک سند کے ساتھ موقوفاذکرکیا ہے اورچاروں طریق سیدناانس رضی اللہ عنہ کے پاس جاکرختم ہوجاتے ہیں لیکن ان چاروں احادیث کی اسنادبالکل ضعیف اورناقابل احتجاج ہیں بلکہ ان کے موضوع ہونے کاقائل ہوجائے تویہ مبالغہ نہیں ہوگاذیل میں وہ احادیث بمع اسانیدذکرکرکے ان کے رواۃ کاحال بیان کیاجاتا ہے۔ملاحظہ فرمائیں!

((قال البیھقی فی رسالته المسماة بحیاة الانبیاء :

(١)-----((اخبرنا ابوسعيد احمد بن محمد بن الخليل الصوفي احمد الله قال انبأ ابواحمد عبدالله بن عدي الحافظ قال ثنا قسطنطين بن عبدالله الرومي قال ثنا الحسن بن قال حدثني الحسن بن قتيبة المدائني ثنا المسلم بن سعيد الثقفي عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البناني عن انس رضي الله عنها قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء في قبورهم يصلون))

اس روایت میں دوراوی ہیں جن کے اوپر ہم نے ١ '٢کی تعدادلگائے ہیں ان میں سے پہلا قسطنطین بن عبداللہ الرومی ہے یہ مجہول ہے اورجہالت راوی کی جرح شدید کے باب میں سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی رومی شخص تھاجیساکہ اس کے نام اورنسبت سے ظاہر ہے اوررومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں اسلام نے ان کی حکومت کوطشت ازبام کردیااوروی تخت تاج سے محروم ہوگیاقیصر روم ہمیشہ کےلیے صفحہ وجود سے معدوم ہوگیا''وملک قیصر فلاقیصر بعدہ ''لہذاوہ اسلام سے جوبھی دشمنی کریں وہ کم ہے لہذااس روایت کوگھڑنے میں اس کی کاروائی ہوسکتی ہے اس کے بعدحسن بن قتیبہ کانام ہے اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں''متروک الحدیث ''اصول حدیث کے ماہرین کوبخوبی معلوم ہے کہ متروک راوی روایت نہ متابعت اورنہ ہی استشہاداپش کی جاسکتی ہے کیونکہ ایساراوی شدید مجروح ہے کیونکہ متروک عموماواغلبا متھم بالکذب ہوتا ہے لہذایہ روایت ان دواسباب کی وجہ سے ناقابل استشہادہے لہذااسے حدیث کہنابھی درست نہیں۔

(٢)---((قال البيهقي في الرسالة السابقة اخبرنا الثقة من اهل العلم قال انبا ابو عمرو بن حمدان قال انبا ابويعلى الموصلي ثنا ابوالجهم الازرق بن علي ثنا يحي بن ابي بكر ثنا المسلم بن سعيد عن الحجاج عن ثابت البناني عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الانبياء احياء في قبورهم يصلون۔))

اس روایت میں بھی دوراوی مجروح ہیں ایک بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ کیونکہ وہ مبہم ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کا نام ''الثقۃ من اہل العلم '' لکھنا کافی نہیں کیونکہ کوئی تلمیذ مرتبہ اپنے استاذ کو یا شیخ کو ثقہ یا قابل اعتماد سمجھتا ہے لیکن وہ مجروح اور ناقابل حجت ہوتا ہے کیونکہ اسے اس کے متعلق مکمل خبر نہیں ہوتی کہ فلاں میں کوئی یہ خرابی بھی ہے اور اس خرابی یا نقص یا سبب جرح کا علم کسی دوسرے امام فن کو ہوتا ہے اور چونکہ جرح خصوصا مبین اور مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے لہذا ممکن ہے کہ جسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ سمجھ رہے ہوں وہ مجروح شدید ہو اور اس کی جرح مفسر بھی ہو لہذا جب تک اس کا نام بیہقی صاحب نہیں لیتے تب تک وہ مبہم کے حکم میں ہیں اور ابہام کسی بھی حدیث پر صحت کا حکم لگانے سے مانع ہے ''کما لایخفی علی من لہ ممارستہ والمام باصول الحدیث '' دوسرا نام یحیٰ بن ابی بکر کا ہے جس کا کتب رجال میں کوئی تذکرہ موجود نہیں لہذا ایسے مجاہیل اور غیر معروف اور مبہم رواۃ پر مبنی روایت کا حال کیا ہونا چاہیئے۔

ہر منصف مزاج اور اعتدال پسند شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۳)۔۔۔((قال البیہقی فی الرسالۃ الماضیۃ اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ ثنا ابو حامد احمد بن علی الحسنوی املاء ثنا ابو عبداللہ محمد بن عباس الحمصی ثنا ابو الربیع الزہرانی ثنا اسماعیل بن طلحۃ بن یزید عن عبدالرحمان بن ابی لیلی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الانبیاء لایترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ عزوجل حتی ینفخ فی الصور۔))

اس روایت میں چار آفتیں ہیں پہلی بیہقی کے شیخ ابو عبداللہ الحافظ کا استاذ ابو حامد احمد بن علی الحسنوی ہے یہ متہم بالکذب راوی ہے خود امام حاکم نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''ہو فی الجملۃ غیر محتج بحدیث ''یعنی اس راوی کی حدیث قابل احتجاج نہیں اور خطیب بغدادی فرماتے ہیں ''لم یکن بثقۃ ''یعنی یہ ثقہ نہیں ہے۔ یہ ''صیغہ لم یکن بثقۃ یا لیس بثقۃ '' شدید جرح کے الفاظ ہیں اور اس کے متعلق امام محمد بن یوسف جرجانی فرماتے ہیں کہ ''ہو کذاب ''یعنی یہ کذاب ہے یعنی یہ جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے اسی طرح کے الفاظ اس کے متعلق مشہور محدث ابو العباس الاصم نے بھی فرمائے ہیں بہر حال یہ راوی کذاب ہے۔

دوسری آفت ابو عبداللہ محمد بن الحمصی ہے اس کا ترجمہ کہیں بھی موجود نہیں معلوم نہیں، کہاں کی آفت ہے اسی طرح ایک اور آفت اسماعیل بن طلحہ بن یزید ہے یہ بھی غیر معروف ہے اس کا ترجمہ بھی ہمیں کہیں نہیں ملا ہم ہماری بات چھوڑیں آج کے مشہور محقق ناصر الدین الالبانی جو عرب کے مشہور محقق فاضل عالم ہیں اور حدیث کے علوم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں فن رجال میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں وہ بھی اپنے رسالہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ کے جزء ثالث میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عباس اور اسماعیل بن طلحہ کا علم انہیں نہیں ہوسکا اور نہ ہی انہیں یہ معلوم ہوسکا کہ کسی محدث نے ان کا ترجمہ قائم بھی کیا یا نہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں راوی کیا ہیں دونوں مجہول وغیر معروف ہیں چوتھی آفت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی صورت میں ہے اس کے متعلق رجال کی کتب میں ہے کہ سئی الحفظ جدا یعنی اس کا حافظہ سخت بغر چکا تھا۔ بہر حال ان آفات میں سے ہر کوئی اپنی مثال آپ ہے ایک آفت بھی اس روایت کے ساقط الاعتبار ہونے کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ ایک 'و' کے بجائے ایک جگہ پر چار جمع ہوجائیں تو اس روایت کا کیا حال ہوگا خود فیصلہ کریں۔ واللہ الہادی الی سواء الصراط

(٤)۔۔۔چوتھی روایت موقوف ہے۔ قال البیہقی فی الرسالۃ المذکورۃ: ((أخبرنا ابو عثمان الإمام رحمہ اللہ أنبا زاہر بن احمد أنبا ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثناء مومل ثنا عبداللہ بن ابی حمید (واسم ابی حمید غالب) الہذلی عن ابن الملیح عن انس بن مالک الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون۔))

یہ موقوف روایت بھی بالکل ناقابل توجہ ہے کیونکہ اس میں تین راوی مجروح ہیں پہلا راوی ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی غیر معروف ہے اس کا ترجمہ کہیں نہیں ملا۔

دوسرا راوی مؤمل ہے یہ ابن عبدالرحمن بن العباس ابن عبداللہ بن عثمان بن

ابی العاص ثقفی ہے اور بصری ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ضعیف یعنی یہ راوی ضعیف ہے۔

تیسرا راوی عبیداللہ بن ابن حمید الہذالی ہے اس کے متعلق حافظ صاحب تقریب میں فرماتے ہیں کہ ''ابو الخطاب البصری متروک الحدیث ''یعنی یہ تیسرا راوی پہلے دو راویوں سے بھی گیا گزرا ہے بہر حال اس روایت کے چار طرق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں ذکر فرمائے ہیں جن کا حال آپ نے بخوبی ذہن نشین کرلیا ہوگا یعنی یہ روایت قطعا قابل

اعتبار اور قابل احتجاج نہیں رہی باقی رہا یہ مسئلہ کہ انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں ہیں یا نہیں تو اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ جب نص قرآنی کے مطابق شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام شہداء کے بھی سردار ہیں کس طرح زندہ نہ ہوں گے یقیناً زندہ ہیں لیکن اس زندگی اور اس دنیا والی زندگی میں عظیم تفاوت اور بڑا فرق ہے۔ ان کے زندہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہ نکالا جائے کہ انہیں دنیوی زندگی حاصل ہے اور اس دنیا کی طرح لذتوں سے متمتع بھی ہوتے رہتے ہیں جس طرح کچھ جاہلوں کا خیال ہے بلکہ یہ دنیوی زندگی یقیناً ان انبیاء علیہم السلام کی وفات اور شہداء کی شہادت پر ختم ہوگئی اس پر عقل ونقل اور حس ومشاہدہ شاہد ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے :

ِ١نک مَيِّتٌ وَاِنَّهُم مَّيِّتُونَ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِي ن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ نقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ الاية

بہرحال کتاب وسنت، حس ومشاہدہ اس پر دال ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اس دنیا سے توکوچ کر گئے ہیں اور ان پر موت واقع ہوچکی ہے اور ان کی دنیاوی زندگی ختم ہوچکی ہے یہی سبب ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک ٦٣ سال تھی ورنہ اگر دنیوی زندگی ختم نہ ہوئی ہوتی تو آج کل آپ کی عمر مبارک چودہ سوسال سے بھی متجاوز ہوتی۔

((وہذا ظاہر وباہر لا یتحرہ مبتدیٰ فضلا عن عالم))

بہرحال جب دنیوی زندگی اختتام پذیر ہوئی تو پھر آپ کو کونسی زندگی حاصل ہے اس کے متعلق قرآن کریم ہی رہنمائی کرتا ہے کہ :

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

یعنی انہیں ایسی زندگی حاصل ہے جس کا شعور واحساس تمہیں نہیں ہوسکتا، دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا کہ :

بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران)

یعنی وہ زندہ ہیں اس عالم میں اور اللہ تعالی کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے نہ کہ اس دنیا میں ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں زندہ ہونے کا احساس ہمیں نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم صرف اس محسوس زندگی کا ہی شعور واحساس رکھتے ہیں باقی دیگر معاملات اور جو عالم ہماری حواس سے ماوراء ہے اسے سمجھنا اور اس کا احساس رکھنے کے متعلق قدرت کی طرف سے ہمیں کوئی بی آلہ یا وسیلہ ذریعہ نہیں ملا ہے مطلب کہ انہیں زندگی تو حاصل ہے اور بوجہ اتم حاصل ہے لیکن اس عالم میں اور اللہ تعالی کے ہاں نہ کہ اس دنیا میں بس اس کے متعلق اتنا ہی کلام کیا جاسکتا ہے مزید کچھ کہنا حد سے متجاوز ہونا ہے اللہ تعالی ہمیں ایسے کام سے محفوظ رکھے آمین!

عقلمند کے لیے اتنا ہی کافی وشافی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 234